مکروہ وقت میں طواف کرنا اور طواف کے نفل پڑھنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-0462 تاریخ:25-11-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جب طوافِ عمرہ یا نفلی طواف کے لیے مطاف شریف میں جاتے ہیں، تو اس وقت زوال کا مکروہ وقت چل رہا ہوتا ہے، تو وہ اسی وقت لاعلمی میں طواف بھی کرلیتے ہیں اور بعد کے دو نفل بھی پڑھ لیتے ہیں، اس طرح مکروہ اوقات میں طواف کرلینا اور بعد کے نوافل پڑھنا کیسا؟ اگر کسی نے پڑھ لیے تو کیا حکم ہے؟ یہ بھی بتادیں کہ اگر کسی نے فجر وعصر کے وقت میں طواف کیا، تو کیا ان اوقات میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تین مکروہ اوقات (یعنی سورج طلوع ہونے سے لے کر تقریباً20 منٹ بعد تک، سورج غروب ہونے کے وقت سے تقریباً20 منٹ پہلے اور ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی سے لے کر سورج ڈھلنے تک، جسے عوام زوال کا وقت کہتی ہے) میں طواف کرنا، تو بالکل جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ ان اوقات میں اس کے بعد والی دو رکعت نماز ادا کرنا، جائز نہیں ہے، بلکہ ان اوقات میں یہ نماز ادا ہی نہیں ہوگی، یہاں تک کہ اگر کسی نے ان اوقات میں یہ نماز پڑھی، تو وہ گنہگار ہوگا اور ساتھ ہی واجب ذمہ پر باقی رہے گا، لہٰذا اس پر لازم ہوگا کہ وہ کسی مباح وقت میں اس نماز کو دوبارہ ادا کرے، جبکہ نمازِ فجر کے پورے وقت میں اور نمازِ عصر کے فرض پڑھ لینے کے بعد (اگرچہ ابھی مکروہ وقت شروع نہ ہوا ہو) یہ نماز ادا کرنا

مکروہ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے، لہٰذا اگر کسی نے شروع کر دی، تو اس پر لازم ہو گا کہ نماز کو توڑ کر دوبارہ مباح وقت میں ادا کرے۔

تین مکروہ اوقات میں ممانعتِ نماز کے متعلق سنن ترمذی شریف میں ہے:"عن عقبة بن عامر الجهني قال: ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلي فيهن: حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل، وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب "ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا: جب سورج طلوع ہو کر روشن ہو، یہاں تک کہ بلند ہو جائے اور جب نصف النہار کا وقت ہو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور جب سورج غروب کے قریب ہو یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔

(سنن الترمذی، ج02، ص340، دار الغرب الإسلامی، بیروت)

فجر کے وقت میں اور عصر کے بعد نمازِ نفل کی ممانعت کے متعلق صحیح بخاری شریف میں ہے:"

عن ابن عباس، قال: شهد عندي رجال مرضيون وأرضاهم عندي عمر، نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن الصلوة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب "ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میرے پاس پسندیدہ لوگوں نے شہادت دی جن میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہستی حضرت عمر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طلوعِ صبح کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک (نفل) نماز سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح البخاری، ج01، ص120، دار طوق النجاۃ)

ان اوقات میں نمازِ طواف منع جبکہ طواف جائز ہے، چنانچہ بحر الرائق میں ہے:"وأطلق الطواف فأفاد أنه لا يكره في الأوقات التي تكره الصلاة فيها؛ لأن الطواف ليس بصلاة حقيقة "ترجمہ: اور مصنف علیہ الرحمۃ نے طواف کو مطلق ذکر کیا جس میں یہ افادہ کیا ہے کہ جن اوقات میں نماز مکروہ ہے، ان میں طواف مکروہ نہیں ہے، کیونکہ طواف حقیقی اعتبار سے نماز نہیں۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج2، ص354، دار الکتاب الاسلامی)

درمختار وردالمحتار میں ہے:"(ثم صلی شفعا) أی رکعتین (فی وقت مباح) قید للصلاۃ فقط فتکرہ فی وقت الکراھۃ بخلاف الطواف، والسنۃ الموالاۃ بینھما وبین الطواف، فیکرہ تأخیرھا عنہ إلا فی وقت مکروہ ولو طاف بعد العصر یصلی المغرب، ثم رکعتی الطواف، ثم سنۃ المغرب۔۔ مر فی أوقات الصلاۃ من أن الواجب، ولو لغیرہ کرکعتی الطواف والنذر لا تنعقد فی ثلاثۃ من الأوقات المنھیۃ أعنی الطلوع والاستواء والغروب، بخلاف ما بعد الفجر، وصلاۃ العصر فإنھا تنعقد مع الکراھۃ فیھما "ترجمہ: پھر بعدِ طواف مباح وقت میں دو رکعت نماز پڑھے، مباح وقت کی قید صرف نماز کے متعلق ہے کہ نماز تو وقتِ کراہت میں مکروہ ہے نہ کہ طواف اور ان دو رکعتوں اور طواف کے درمیان موالات یعنی بعدِ طواف اس نماز کو فوراً ادا کرنا سنت ہے، لہٰذا طواف کے بعد اس نماز میں تاخیر کرنا مکروہ ہے، مگر یہ کہ مکروہ وقت ہو تو تاخیر مکروہ نہیں اور اگر کسی نے عصر کے بعد طواف کیا، تو وہ پہلے نماز مغرب پڑھ لے، پھر طواف کی یہ دو رکعتیں پڑھے، پھر مغرب کی سنتیں پڑھے۔۔باب اوقات الصلوٰۃ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ واجب لغیرہ جیسے طواف کی دو رکعتیں اور منت کی نماز بھی ان تین ممنوع اوقات یعنی طلوع و غروب و استواء کے وقت منعقد نہیں ہوتی برخلاف طلوعِ فجر اور نماز عصر کے بعد کہ ان اوقات میں یہ نماز کراہت کے ساتھ منعقد ہو جاتی ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، ملتقطا، ج02، ص499، دار الفکر)

مبسوط امام سرخسی میں ہے:"وإذا طاف قبل طلوع الشمس لم یصل حتی تطلع الشمس، وقد بینا فی کتاب الصلاۃ أن رکعتی الطواف واجب بسبب من جھتہ کالمنذور، وذلك لا یؤدی عندنا بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس، ولا بعد العصر قبل غروب الشمس.وقد روی أن عمر رضی اللہ عنہ طاف قبل طلوع الشمس ثم خرج من مکۃ حتی إذا کان بذی طوی، وارتفعت الشمس صلی رکعتین ثم قال: رکعتان مکان رکعتین "ترجمہ: اور جب کوئی سورج طلوع ہونے سے پہلے طواف کرے، تو سورج خوب طلوع ہونے تک نماز نہ پڑھے اور ہم نے کتاب الصلوٰۃ میں یہ بیان کر دیا ہے کہ طواف کی دو رکعتیں خود بندے کی جہت سے واجب ہیں، جیسے نذر کی نماز اور ایسی نماز طلوع صبح صادق کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے نہیں ادا کی جا سکتی اور نہ ہی عصر کے بعد غروب شمس سے پہلے پڑھی جا سکتی

ہے اور بلا شبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سورج طلوع ہونے سے پہلے طواف کیا، پھر مکہ سے چلے یہاں تک کہ جب مقامِ ذی طویٰ میں پہنچے تو وہاں سورج بلند ہونے کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، پھر فرمایا کہ یہ دو رکعتیں اُن دو رکعتوں کی جگہ ہیں۔

(المبسوط للامام السرخسی، ج04، ص47، دار المعرفۃ، بیروت)

واجباتِ حج کی نہایت آسان ، منفرد اور مستند کتاب بنام "27 واجبات حج" میں طواف کی دو رکعتوں کے متعلق مفتی علی اصغر صاحب زید مجدہ لکھتے ہیں: "تین اوقات مکروہہ یعنی طلوع آفتاب سے تقریباً 20 منٹ بعد تک، استواء شمس سے سورج ڈھلنے تک جسے عرفِ عام میں زوال کا وقت کہتے ہیں اور غروب آفتاب سے پہلے کے تقریباً 20 منٹ میں یہ نماز پڑھنے سے ادا ہی نہیں ہوتی یعنی یہ نماز مکروہ وقت میں پڑھنے کے سبب ذمے سے ساقط نہیں ہوگی، بلکہ اسے مباح وقت میں پڑھنا بدستور واجب رہتا ہے۔۔ اوپر ان اوقات کا بیان ہوا کہ جن میں کوئی نماز نہیں ہو سکتی ماسوائے آج کی عصر کے۔ طواف کی نماز چونکہ واجب لغیرہ ہے، اس لیے چند امور میں یہ نفل جیسے احکام رکھتی ہے، لہٰذا وقتِ فجر سے طلوع آفتاب تک اور نمازِ عصر کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب سے تقریباً 20 منٹ پہلے تک ان دو رکعتوں کا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یعنی اگر پڑھنا شروع کر دی، تو یہ نماز توڑ کر کسی مباح وقت میں پڑھنا واجب ہے۔"

(27 واجبات حج اور تفصیلی احکام، ص169، 170، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

22 جمادی الاولیٰ 1446ھ/25 نومبر 2024ء

دار الافتاء اہلسنت
darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے